قرآنی علم وفہم کا درجۂ حکمت

مولانا محمد تقی امینی (قسط نمبر ۷)

احسن تقویم کی انسانی جبلت میں جس قدر اوصاف وخصائص حیوان کے ماسوا ودیعت ہیں ان سب کا سرچشمہ نورانی توانائی (روح قدسی) کی شعاعیں ہیں جن کے پرتو سے انسان میں فکر وشعور، عقل وتمیز، علم وحکمت، ارادہ واختیار اور قدرت وسطوت وغیرہ اوصاف وخصائص پیدا ہوئے، پھر نامیاتی لہروں (قوائے طبعی کے خواص) کے ساتھ ان کی آمیزش سے مختلف قسم کی صلاحیتیں وجود میں آئیں (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے)، قرآن حکیم نے اس صورتِ حال کو ایک تمثیل کے ذریعہ اس طرح سمجھایا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ[1] .... الخ

"اللہ ہی آسمانوں اور زمین (کائنات) کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک طاق میں چراغ رکھا ہو۔ چراغ ایک فانوس میں ہو۔ فانوس ایسا ہو کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا۔ چراغ ایک ایسے شاداب درخت زیتون کے روغن سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی جانب واقع ہے نہ غربی جانب۔ اس کا روغن اتنا شفاف ہو کہ گویا آگ چھوئے بغیر ہی بھڑک اٹھے، روشنی کے اوپر روشنی ہے۔ اللہ اپنے نور کی ہدایت جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے۔"

اس تمثیل کے اجزاء یہ ہیں:

(۱) مشکوٰۃ (۲) مصباح (۳) زجاجہ (۴) شجرہ (۵) زیتون

---

[1] سورۂ نور آیت ۳۵

مشکوٰۃ کے معنی طاق جس سے مراد وجودِ انسانی۔
مصباح کے معنی چراغ جس سے مراد نورانی توانائی (روحِ قدسی)۔
زجاجہ کے معنی فانوس جس سے مراد شعاعیں (صفاتِ الٰہی)۔
شجرہ کے معنی درخت جس سے مراد ہدایتِ الٰہی۔
زیت کے معنی روغن جس سے مراد فرامینِ الٰہی ہیں۔

نورِ الٰہی (نہ کہ ذاتِ الٰہی) کے پرتو سے نورانی توانائی (روحِ قدسی) انسانی وجود میں آئی جو شعاعوں (صفاتِ الٰہی) کے فانوس میں ہے۔ یہ فانوس اس قدر روشن ہے کہ جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا۔ اس میں ایسا چراغ ہے جو درخت زیتون کے روغن سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ یہ روغن اس قدر صاف و شفاف ہے کہ گویا آگ کے بغیر ہی بھڑک اٹھے نورٌ علیٰ نور کی واضح تصویر۔

صفاتِ الٰہی کی ان شعاعوں کا پرتو جب اجزائے ترکیبی کے خواص پر پڑتا ہے یا یوں کہیے کہ نوری کرنوں کی آمیزش جب نامیاتی لہروں کے ساتھ ہوتی ہے تو جوہرِ انسانیت وجود میں آتا ہے۔ جو انسانی اوصاف و خصائص کا مخزن بنتا ہے۔ جس طرح نظریۂ اضداد کے تحت دو متضاد وصف آپس میں ملتے ہیں تو ان سے ایک تیسرا وصف وجود میں آتا ہے جو اپنی نوعیت و کیفیت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح نوری کرنیں اور نامیاتی لہریں خواص و اثرات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود جب کرنوں کا پرتو لہروں پر پڑتا ہے تو ایک تیسرا وجود ظہور میں آتا ہے جو ان سے مختلف ہوتا ہے جن میں صرف نوری کرنیں یا نامیاتی لہریں پائی جاتی ہیں۔

آیتِ نور کی تشریح میں مفسرین و شارحین کے بہت سے اقوال ہیں۔ مذکورہ تشریح میں ربطِ آیات اور شارحین کے بعض جملوں سے مدد لی گئی ہے۔

چنانچہ یہ آیت سورۂ نور کی ہے جو ترتیب میں سورۂ مومنوں کے بعد اس کے تتمہ و تکملہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ سورۂ مومنون کی ابتداء اہلِ ایمان کے چند اوصاف سے کی گئی ہے۔ جن کا بیشتر تعلق انفرادی زندگی سے ہے اور سورۂ نور کی ابتداء ان احکام و فرامین سے کی گئی ہے جن کا بیشتر تعلق خاندانی و معاشرتی زندگی سے ہے۔ پھر دونوں جگہ ان اوصاف و فرامین کی اہمیت و واقعیت ثابت کرنے کے لئے دو قسم کی شہادتیں پیش کی گئی ہیں۔

(۱) انسانی تاریخ کی شہادت اور
(۲) انسانی ساخت کی شہادت

سورۂ مومنون میں تاریخِ انسانی کی شہادت ذرا تفصیل کے ساتھ ہے کہ اس میں حضرت نوحؑ و دیگر انبیاءؑ اور ان کی قوم کے واقعات و حالات کا ذکر ہے جن میں اوصاف کے عمل و ردِ عمل سے باخبر کیا گیا ہے اور سورۂ نور میں آیتِ نور سے اوپر والی آیت میں تاریخِ انسانی کی طرف صرف اشارہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ :

"ہم نے صاف صاف ہدایتیں اور واضح دلیلیں بھیج دی ہیں اور ان پر عمل و ردِ عمل کی مثالیں، پچھلی قوموں کے واقعات و حالات سے بیان کر دی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت بھی کر دی ہے [1]"

بخلاف اس کے سورۂ مومنون میں انسان کی جسمی ساخت کو نسبتاً وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور معنوی ساخت کے بارے میں صرف اس اشارہ پر اکتفا کیا گیا ہے کہ حیوان و انسان دونوں کے جنین کو یکساں نشوونما دینے کے باوجود ہم نے انسان کو ایک دوسری مخلوق میں تبدیل کر دیا۔ اس خلق آخر (دوسری مخلوق) کے وہ اوصاف ہیں جو اوپر مذکور ہوئے ہیں۔ البتہ سورۂ نور کی اس آیت میں انسان کی معنوی ساخت (خلق آخر) کو ایک مثال کے ذریعے نہایت دلنشیں انداز میں سمجھایا گیا ہے کہ جس کے وجود میں نورانی توانائی ایسی ہوئی کہ جیسے طاق میں چراغ، اس کی روشنی کی حفاظت کے لئے نور کا فانوس ہو اور روشنی برقرار رکھنے کے لئے ہدایت کا نور ہو جو زمان و مکان اور سمت و جہت سے بے نیاز ہو کر فرائض کی انجام دہی پر مامور ہو۔ اس انسان کے لئے وہی احکام و فرائض ہو سکتے ہیں جو اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔ چنانچہ جس قدر انسانی اوصاف و خصائص روئے زمین پر موجود ہیں وہ سب اسی چراغ کے پَرتو، اسی فانوس کی کرنیں اور اسی ہدایت کے پھل پھول ہیں ورنہ اگر ان سب سے نظریں بچا کر انسان کی جبلّت کو دیکھا جائے تو وہ احسن تقویم کی جبلّت نہ ہوگی بلکہ حیوانی جبلّت ہوگی جس میں انسانی اوصاف و خصائص کے نام سے تاریکی ہی تاریکی ہوگی جیسا کہ قرآنِ حکیم نے آگے ایک تمثیل کے

---

[1] سورۂ نور آیت ۳۴

ذریعہ اس صورت حال کو اس طرح سمجھایا ہے:

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۚ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ [۱] ...... الخ۔

"یا یوں خیال کرو کہ جیسے ایک گہرے سمندر میں تاریکیاں ہوں، موج کے اوپر موج اٹھ رہی ہو، اوپر سے بادل چھائے ہوں، تاریکیوں کے اوپر تاریکیاں چھائی ہوں۔ اگر اپنا ہاتھ بھی نکالے تو اس کو بھی نہ دیکھ پائے اور جس کو اللہ روشنی نہ بخشے تو اس کے لئے کوئی روشنی نہیں ہے۔"

مذکورہ تشریح کی تائید میں شارحین کے بعض جملے پہلی تمثیل کے متعلق یہ ہیں:

او تمثیل لما منح اللہ علی عبادہ من القوی الدراکۃ [۳]	یا یہ تمثیل ادراک کرنے والی قوتوں کی ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں۔
مثل نورہ المتجلی فی الانسان [۴]	اس نور کی مثال جس کی انسان میں تجلی ہوتی ہے۔
ان المشکوۃ تنورت بنور الزجاجۃ المقتبس من المصباح [۵]	طاق نے روشنی حاصل کی فانوس سے جس نے چراغ سے روشنی حاصل کی۔
کمثل مشکوۃ فیہا مصباح وھی اشارۃ الی الجسد لظلمۃ فی نفسہ وتنورہ بنور الروح الذی اشیر الیہ بالمصباح [۶]	مثل طاق کے اس میں چراغ ہو۔ یہ مثال جسم انسانی کی ہے کہ اس میں فی نفسہ تاریکی ہوتی ہے اور روح کے نور سے اس میں روشنی آتی ہے جس کی طرف اشارہ چراغ سے کیا گیا ہے۔

---

[۱] سورۂ نور آیت ۴۰

[۲] قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۳۲ آیت نور۔

[۳] الغزالی مشکوۃ الانوار ص ۲۲

[۴] تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۳۲ آیت نور

[۵] محی الدین ابن عربی تفسیر ابن عربی ج ۲ ص ۳۷ آیت نور

دوسری تمثیل سے متعلق شارحین کے بعض جملے یہ ہیں:

قلب مظلم فی صدر مظلم وجسد مظلم [1]	تاریک دل، تاریک سینہ اور تاریک جسم میں۔
اوکظلمت فی بحر الھیولی یغشاہ موج الطبیعۃ الجسمانیۃ من فوقہ موج النفس الحیوانیۃ وھیأتھا الظلمانیۃ [2]	جیسے تاریکیاں ہوں مادۂ اولیٰ کے سمندر میں اس کو جسمانی طبیعت کی موج ڈھانپے ہو، اس کے اوپر نفس نباتی کی موج ہو اس کے اوپر نفس حیوانی اور اس کی تاریک حالتوں کا ابر ہو (یہ اجزائے ترکیبی کے مختلف اور بتدریج پختگی و قوت حاصل کرنے والے خواص و اثرات کی قدیم تعبیر ہے)
انہ الکفر ظلمۃ منقطعۃ عن نور اللہ الفائض فی الکون [3]	بلاشبہ کفر ایک تاریکی ہے جو اللہ کے اس نور سے منقطع کرنے والا ہے جو کائنات میں پھیلا ہوا ہے۔

یعنی ہدایتِ الٰہی سے نور (روغن) حاصل نہ کرنے (کفر) کا نتیجہ نوری توانائی اور اس کی شعاعوں سے محرومی کی شکل میں بھی ظاہر ہوتا اور کبھی ایسی تاریکی مسلط کر دیتا ہے کہ گویا نور سے تعلق ہی منقطع ہو گیا۔

یہ صحیح ہے کہ آیتِ نور کی مذکورہ تشریح کی تمام تر تائید کسی ایک قول سے نہیں ہوتی ہے، لیکن اگر کسی اصول پر زد نہیں پڑتی یا خلافِ واقعہ بات نہیں لازم آتی ہے تو بہت سے اقوال میں ایک نئے قول کا اضافہ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(جاری ہے)

---

[1] فخر الدین رازی، تفسیر رازی آیت ۴۰

[2] تفسیر ابنِ عربی آیت ۴۰

[3] فی ظلال القرآن، سید محمد قطب آیت ۴۰۔